ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

# حُسنِ ظن باللہ اور مسلمان کی زندگی پر اس کے اثرات

# HAVING GOOD EXPECTATIONS OF ALLAH AND ITS IMPACT ON A MUSLIM'S LIFE

ڈاکٹر عتیق الرحمن عبداللہ بلتستانی

**خلاصہ:**

حُسنِ ظن باللہ سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ گمان رکھے جو اس کی شانِ عظمت اور رحمت کے شایانِ شان ہو۔چنانچہ عبادت کے وقت قبولیت کی امید رکھے، مصیبت کے وقت اللہ کی حکمت پر یقین رکھے، موت کے وقت اس کی رحمت و مغفرت کا امیدوار ہو، رزق طلب کرتے وقت کفایت کی امید رکھے، استغفار کرتے ہوئے مغفرت کی توقع رکھے اور توبہ کرتے وقت قبولیت کی امید سے سرشار ہو۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسان کے ظاہر اور باطن دونوں کی اصلاح پر زور دیتا ہے۔جس طرح ظاہری اعمال، جیسے نماز اور روزہ، اہم ہیں اسی طرح دل کے اعمال بھی نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔انہی اعمالِ قلبیہ میں سے ایک عظیم عمل حُسنِ ظن باللہ ہے، جو بندے کے ایمان کو مضبوط، اس کے اخلاق کو بہتر اور اس کے رب کے ساتھ تعلق کو مزید مستحکم بناتا ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھا جائے تو حُسنِ ظن باللہ کا نہایت بلند مقام و مرتبہ ہے۔اسی لیے علماءِ کرام اور سلفِ صالحین نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ بندہ ہر حال میں اپنے رب کے بارے میں اچھا گمان رکھے، خواہ وہ خوشی کی حالت میں ہو یا آزمائش کے دور سے گزر رہا ہو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ فرماتا ہے۔

لہٰذا اس موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ ہم حُسنِ ظن باللہ کے مفہوم، اس کی فضیلت، اس کے تقاضوں اور اس کے حصول کے ذرائع کو اچھی طرح سمجھیں، تاکہ ہمارا ایمان مزید مضبوط ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق زیادہ گہرا اور بہتر ہو سکے۔

آج کے دور میں، جب مایوسی، بے چینی اور اضطراب عام ہو چکے ہیں، اس موضوع کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔حُسنِ ظن باللہ انسان کے دل میں امید، اطمینان اور توکل پیدا کرتا ہے اور اسے مشکلات و مصائب کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ اس موضوع کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور اسے اپنی عملی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔

## Abstract

*Having good expectations of Allah (Husn al-Zann Billah) means that a person maintains thoughts about Allah that befit His Majesty, Mercy, and Perfection. It involves hoping for acceptance when performing acts of worship, trusting in Allah's wisdom during times of hardship, expecting His mercy and forgiveness at the time of death, hoping for sufficient provision when seeking sustenance, expecting forgiveness when seeking pardon, and anticipating acceptance when repenting.*

*Islam is a religion that emphasizes the purification and reform of both the outward and inward aspects of a person. Just as outward acts of worship, such as prayer and fasting, are important, the actions of the heart are also of great significance. Among these noble acts of the heart is having good expectations of Allah, which strengthens a believer's faith, improves his character, and deepens his relationship with his Lord.*

*In the light of the Qur'an and the Sunnah, having good expectations of Allah holds a lofty status and great virtue. For this reason, scholars and the righteous predecessors consistently emphasized that a believer should maintain a positive view of Allah in all circumstances, whether in times of ease or hardship. This is because Allah deals with His servant according to the servant's expectation of Him.*

*Given the importance of this subject, it is essential to understand the meaning of Husn al-Zann Billah, its virtues, its requirements, and the means through which it can be attained. Such understanding strengthens faith and helps cultivate a closer and more meaningful relationship with Allah.*

*In today's world, where despair, anxiety, and uncertainty have become widespread, the importance of this topic is even greater. Having good expectations of Allah fills the heart with hope, tranquility, and trust, enabling a person to face challenges and hardships with patience and confidence. Therefore, it is necessary to study this subject carefully and make it an integral part of daily life.*

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

## تمہید:

## حُسنِ ظن باللہ اور اس کا مسلمان کی زندگی پر اثر

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، اور درود و سلام ہو سردار انبیاء جناب حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل اور تمام صحابہ پر۔

**اس کے بعد:**

اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا- ایک ایسا روحانی اور ایمانی اصول ہے جو مسلمان کی پوری زندگی پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔یہ صرف ایک عقیدہ نہیں بلکہ ایک عملی رویہ ہے جو انسان کے خیالات، فیصلوں اور اعمال کو درست سمت دیتا ہے۔

آج کے دور میں جہاں مایوسی، ذہنی دباؤ اور بے یقینی عام ہو چکی ہے، وہاں حُسنِ ظن باللہ ایک مضبوط سہارا فراہم کرتا ہے۔یہ انسان کو امید دیتا ہے کہ ہر مشکل کے پیچھے آسانی ہے، ہر آزمائش میں کوئی حکمت ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي" (1)- کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گمان کے مطابق معاملہ فرماتا ہے۔اس لیے جو شخص اللہ سے بھلائی کی امید رکھتا ہے، اللہ اسے نوازتا ہے، اور جو بدگمانی کرتا ہے وہ خود کو محرومی کی طرف لے جاتا ہے۔

اسی پس منظر میں نے مناسب سمجھا کہ حسنِ ظن باللہ کے موضوع کو اجاگر کرنے کے لیے ایک بحث مرتب کیا جائے، جس میں علماء کے منتشر اقوال اور آثار کو یکجا کیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ اس موضوع سے متعلق اہم مسائل کو منظم انداز میں پیش کیا کیا جائے، تاکہ ایک جامع اور متوازن فکری و ایمانی تصور سامنے آ سکے۔

## پہلا باب: حُسنِ ظن باللہ کا مفہوم اور حقیقت

### لغوی تعریف:

"ظن" کا مطلب ہے گمان یا خیال، جبکہ "حُسنِ ظن" کا مطلب ہے اچھا گمان رکھنا۔چونکہ "ظن" عربی زبان میں شک اور یقین دونوں کے بارے میں استعمال ہے اس لیے یہ کبھی یقین کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جب اس کی علامات مضبوط ہوں، اور کبھی شک و گمان کے معنی میں جب اس کے دلائل کمزور ہوں۔ پہلے معنی (یقین) کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: {الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ} [البقرة: 46] یعنی: "وہ لوگ جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔" اور دوسرے معنی (شک و گمان) کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: {وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ} [القصص: 39] یعنی: "انہوں نے یہ گمان کیا کہ وہ ہماری طرف واپس نہیں لوٹائے جائیں گے۔" (2)-

### اصطلاحی تعریف

حُسنِ ظن باللہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ گمان رکھیں جو اس کی شان کے مطابق لائق ہو، اور وہ عقیدہ رکھیں جو اس کی عظمت، اس کے خوبصورت ناموں اور بلند صفات کے مطابق ہو جو ایک مومن کی زندگی پر اس انداز سے اثر انداز ہو جائیں کہ وہ اللہ کو راضی کرنے والا بن جائے۔

حُسنِ ظن باللہ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان: ہر حال میں اللہ کی رحمت سے امید رکھے- مشکلات میں صبر اور یقین اختیار کرے- گناہوں کے بعد مایوس ہونے کے بجائے توبہ کرے- اور اپنی زندگی کو نیکی اور اصلاح کی طرف لے جائے-مثال کے طور پر جب بندہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اسے فقر کا خوف نہیں ہونا چاہیے، بلکہ یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ اس کا بدل دے گا(3)-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ } [سبأ: 39]. "تم جو کچھ خرچ کرو گے، اللہ اس کا بدل دے گا، اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے"

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: **قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:** "أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ"(4)- "اللہ فرماتا ہے: خرچ کرو، میں تم پر خرچ کروں گا"

## دوسرا باب: قرآن و حدیث کی روشنی میں حسن ظن کا مقام و مرتبہ

حُسنِ ظن باللہ دل کے ان اعمال میں سے ہے جن کا بہت بلند مقام ہے، اور اس کا انسان کی درستگی اور سیدھے راستے پر قائم رہنے میں بہت

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

گہرا اثر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ] [البقرة: 195] "اور نیکی کرو، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: "اس کا مطلب ہے کہ اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھو"

-حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **" إِنَّ اللهَ يَقُولُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي "** (5)- "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں؛ اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا یاد کرتا ہے۔"

امام شوکانیؒ اس حدیث کے شرح میں فرماتے ہیں: "میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں" — اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترغیب ہے کہ بندے اس کے بارے میں اچھا گمان رکھیں۔ کیونکہ اللہ بندوں کے ساتھ ان کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہے" (6)-

یعنی جو اس کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے، اللہ اس پر اپنی بے شمار نعمتیں نچھاور کرتا ہے، اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دیتا ہے، اور اپنی رحمتوں سے اسے نوازتا ہے۔ اور جو ایسا گمان نہیں رکھتا، تو اللہ بھی اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔

لہٰذا بندے کو چاہیے کہ ہر حال میں اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھے، اور اس کے لیے اللہ کی وسیع رحمت کے دلائل کو یاد رکھے۔

-حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَبْلَ وَفَاتِهِ بِثَلَاثٍ، يَقُولُ: «لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللهِ الظَّنَّ» "(7)- میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے تین دن پہلے فرماتے ہوئے سنا: "تم میں سے کوئی شخص نہ مرے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو۔"

-حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: **«لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: «الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ»**"(8)- نبی ﷺ کو نیک فال پسند تھی اور بدشگونی ناپسند تھی۔

ابن حجرؒ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کو نیک فال اس لیے پسند تھی کیونکہ بدشگونی اللہ کے بارے میں بلا وجہ برا گمان ہے، اور نیک فال اللہ کے بارے میں اچھا گمان ہے۔اور مومن کو ہر حال میں اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھنے کا حکم ہے"(9)-

عز بن عبدالسلامؒ فرماتے ہیں: "كَانَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «يُحِبُّ الْفَأْلَ وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ» ، لِأَنَّ التَّفَاؤُلَ حُسْنُ الظَّنِّ بِاللهِ وَالتَّطَيُّرَ سُوءُ ظَنٍّ بِاللهِ وَقَدْ قَالَ تَعَالَى، « أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَيَظُنُّ بِي مَا شَاءَ» ، وَالتَّفَاؤُلُ أَنْ يَرَى أَوْ يَسْمَعَ مَا يَدُلُّ عَلَى الْخَيْرِ فَيَرْجُوَهُ وَيَطْلُبَهُ وَذَلِكَ حُسْنُ ظَنٍّ بِاللهِ، وَالطِّيَرَةُ أَنْ يَرَى أَوْ يَسْمَعَ مَا يَدُلُّ عَلَى الشَّرِّ فَيَخَافَهُ وَيَرْهَبَهُ، وَذَلِكَ سُوءُ ظَنٍّ بِاللهِ"(10)۔

رسول اللہ ﷺ نیک فال کو پسند فرماتے تھے اور بدشگونی کو ناپسند کرتے تھے، کیونکہ نیک فال دراصل اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسنِ ظن کا اظہار ہے، جبکہ بدشگونی اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوءِ ظن کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں، لہٰذا وہ میرے بارے میں جیسا گمان چاہے رکھے۔"

نیک فال یہ ہے کہ انسان کوئی ایسی بات دیکھے یا سنے جو خیر کی طرف اشارہ کرتی ہو، تو وہ اس سے اچھائی کی امید باندھے اور اس کے حصول کی کوشش کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسنِ ظن ہے۔

اور بدشگونی یہ ہے کہ انسان کوئی ایسی بات دیکھے یا سنے جو بظاہر شر کی طرف اشارہ کرتی ہو، پھر وہ اس سے ڈر جائے اور خوف میں مبتلا ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوءِ ظن ہے۔

یہ تمام نصوص واضح طور پر حسن ظن کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہیں۔

**تیسرا باب: سلف صالحین کے اقوال**

سلفِ صالحین نے اعمالِ قلوب پر خصوصی توجہ دی، ان کی اصلاح، ان کی بیماریوں کے علاج اور ان کے تزکیے کے طریقوں کو بڑی اہمیت دی۔ اسی وجہ سے علماء نے بھی اپنی مختلف تصانیف میں اس موضوع کو تفصیل کے ساتھ متعدد مقامات پر بیان کیا ہے، کیونکہ اس کا تعلق مسلمانوں کے معاشرے کی اصلاح سے ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

-حضرت ابن مسعودؓ رضي الله عنهفرماتے ہیں: "والذي لا إله غيره، لا يحسن عبدٌ بالله عز وجل الظنَّ إلا أعطاه الله عز وجل ظنَّه؛ ذلك بأن الخير في يده"(11)-

"قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، مومن کو اللہ کے بارے میں اچھے گمان سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔

اور جو بندہ اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے، اللہ اسے ویسا ہی عطا کرتا ہے، کیونکہ بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے۔"

-سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: «ما أحب أن حسابي جعل إلى والدي؛ ربي خير لي من والدي»"(12)-

"میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا حساب میرے والد کے سپرد ہو، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ میرا حساب میرے رب کے سپرد ہو، کیونکہ اللہ مجھ پر میرے والد سے زیادہ رحم کرنے والا ہے"

-ابن القیمؒ فرماتے ہیں: "وكلما كان العبد حسن الظن بالله، حسن الرجاء به، صادق التوكل عليه، فإن الله لا يخيب أمله فيه البتة، فإنه سبحانه لا يخيب أمل آمل، ولا يضيع عمل عامل"(13)۔

جتنا بندہ اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے، اتنا ہی اس کی امید، توکل اور سچائی بڑھتی ہے۔

اور اللہ کبھی اپنے بندے کی امید کو ضائع نہیں کرتا، نہ کسی کے عمل کو برباد کرتا ہے۔"

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھے، اس سے بڑی امید وابستہ کرے، اور اس کے اجر، عطا اور احسان پر یقین رکھے۔

حُسنِ ظن بندے کو اچھے اعمال کی طرف لے جاتا ہے، اور وہ اللہ کی رحمت کے اسباب اختیار کرتا ہے، گناہوں سے بچتا ہے، اور اللہ کی ناراضی کے اسباب سے دور رہتا ہے۔

اسے چاہیے کہ وہ اپنے عمل سے زیادہ اپنے رب کے فضل پر بھروسہ کرے، کیونکہ وہ ایک ایسے رب کے سامنے پیش ہونے والا ہے جو: رحیم، کریم، محبت کرنے والا، اور بہت زیادہ دینے والا ہے۔

اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے چکی ہے، اور اس کی رضا اس کے غصے سے پہلے ہے۔

**چوتھا باب: عصر حاضر میں حُسنِ ظن کی ضرورت**

حُسنِ ظن باللہ ایک عظیم عبادت ہے جو بندے کے ایمان کو مکمل کرتی ہے۔یہ نہ صرف اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط بناتی ہے بلکہ انسان کی پوری زندگی کو مثبت انداز میں بدل دیتی ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ:اللہ سے اچھا گمان رکھے اس کی رحمت سے امید وابستہ رکھےاور اپنے اعمال کو درست کرے

**آج کے دور میں** ڈپریشن مایوسی بے یقینی عام ہو چکی ہیں۔حُسنِ ظن باللہ انسان کوامید دیتا ہے ذہنی سکون دیتا ہے زندگی کا مقصد دیتا ہے- ایسے وقت میں اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا بہت ضروری ہے، خصوصاً جب بہت سے لوگوں کے دلوں میں شک اور خوف پیدا ہو چکا ہے: رزق کی فکر، مستقبل کی پریشانی— "ہم کیسے جئیں گے؟ بچوں کو کیسے پالیں گے؟"

آسانی میں اللہ کو ماننا آسان ہے،لیکن اصل ایمان اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب:

جیب خالی ہو-وسائل کم ہوں حالات سخت ہوں ایسے وقت میں اگر بندہ کہے:

"میرا رب مجھے نہیں چھوڑے گا" تو یہی ہے حقیقی حسنِ ظن۔

اللہ کا فرمان: { فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ} [الصافات: 87] "تمہارا اپنے رب العالمین کے بارے میں کیا گمان ہے؟"

یعنی تم اللہ کے بارے میں کیا سوچتے ہو؟ اللہ بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: «لو أنكم كنتم توكلون على الله حق توكله لرزقتم كما يرزق الطير تغدو خماصا وتروح بطانا»"(14)-

"اگر تم اللہ پر سچا توکل کرو، تو وہ تمہیں ایسے رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے؛

وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو بھر کر لوٹتے ہیں

**پانچواں باب:حسن ظن کے بارے میں (انبیاء علیہم السلام) کی سیرت حسنہ سے واقعات:**

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

(انبیاء علیہم السلام) کی سیرت حسنہ کو دیکھا جایے تو ہمیں بے شمار سے واقعات مل سکتے ہے جیسا کہ:-**حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آگ کا واقعہ**

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑا اور قوم کو توحید کی دعوت دی، تو بادشاہ نمرود اور اس کی قوم نے فیصلہ کیا کہ انہیں زندہ جلا دیا جائے۔ ایک بہت بڑی آگ جلائی گئی، اتنی شدید کہ کوئی قریب نہیں جا سکتا تھا، لہٰذا منجنیق کے ذریعے انہیں آگ میں پھینکا گیا۔ اسی لمحے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: " { حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ} [آل عمران: 173] " (اللہ مجھے کافی ہے، اور وہ بہترین کارساز ہے) **جب حضرت ابراہیم علیہ السلام** کامل توکل اور حسنِ ظن باللہ سے وابستہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا: { قُلْنَا يَانَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ} [الأنبياء: 69] (اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا)-

- **اسی طرح: "حضرت ابراہیم علیہ السلام** نے اللہ کے حکم سے اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ اور شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کے ویران میدان میں چھوڑ آئے، جہاں نہ پانی تھا نہ کوئی انسان۔ حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا: "کیا اللہ نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ جب جواب ملا: "ہاں" تو فوراً کہا: "إذن لا يضيعنا" (پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا) پانی ختم ہو گیا، بچہ پیاس سے تڑپنے لگا، تو وہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتی رہیں۔ سات چکر لگائے۔ اسی دوران اللہ نے معجزہ دکھایا: حضرت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کے نیچے سے زمزم کا چشمہ جاری ہو گیا"(15)-

**اس سے واضح** ہوتا ہے حسنِ ظن باللہ اور کوشش کے ساتھ اللہ کبھی بندے کو تنہا نہیں چھوڑتا۔

**- حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام**

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا، پھر جھوٹ بول کر والد کو قائل کیا کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے شدید غم برداشت کیا، یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی، لیکن انہوں نے کبھی اللہ سے امید نہیں چھوڑی۔ انہوں نے فرمایا: **{لاَ تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ} [يوسف: 87]** (اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو) کئی سالوں بعد اللہ نے حضرت یوسف کو مصر کا خزانہ دار بنایا، اور پھر وہی بیٹا اپنے والد سے آ ملا۔

**اس سے واضح** ہوتا ہے حسنِ ظن باللہ اور کوشش کے ساتھ اللہ کی مدد ضرور آتی ہے۔

**-حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سمندر**

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے، تو پیچھے فرعون کا لشکر تعاقب کر رہا تھا۔ آگے سمندر، پیچھے دشمن — کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ بنی اسرائیل نے کہا: "ہم تو پکڑے گئے!" لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورے یقین سے فرمایا:

{قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ} [الشعراء: 62] (ہرگز نہیں! میرا رب میرے ساتھ ہے، وہ مجھے راستہ دکھائے گا) اللہ نے حکم دیا: اپنا عصا سمندر پر مارو سمندر پھٹ گیا، اور راستہ بن گیا۔

**اس سے واضح** ہوتا ہے حسنِ ظن باللہ کامل ہو تو حالات بند بھی ہو جائیں، اللہ راستے کھول دیتا ہے۔

**-نبی کریم ﷺ اور غارِ ثور**

جب نبی کریم ﷺ مکہ سے مدینہ ہجرت کر رہے تھے، تو کفار قریش نے آپ کا تعاقب کیا۔ آپ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ غارِ ثور میں چھپ گئے۔

کفار غار کے دہانے تک پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ پریشان ہوئے، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

{لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا } [التوبة: 40] (غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے)

اللہ نے ایسی حفاظت فرمائی کہ دشمن دیکھ نہ سکے، حالانکہ وہ بالکل قریب تھے"(16)-

**اس سے واضح** ہوتا ہے حسنِ ظن باللہ ساتھ ہو، تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

- **اسی طرح ایک مرتبہ (غزوہ ذات الرقاع)** کے موقع پر ایک واقعہ اس وقت پیش آیا جب نبی کریم ﷺ راستے میں آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام کے لیے لیٹ گئے اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی۔ صحابہ کرامؓ بھی ادھر ادھر آرام کر رہے تھے۔ اچانک ایک حملہ آور مشرک

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

شخص (بعض روایات میں اس کا نام غورث بن الحارث آتا ہے) چپکے سے آیا، اس نے درخت سے نبی ﷺ کی تلوار اتار لی، اور آپ ﷺ کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ جب نبی ﷺ بیدار ہوئے تو اس نے تلوار لہراتے ہوئے کہا:

"من يمنعک مني؟" (اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟) نبی ﷺ کا جواب

ایسے نازک اور خطرناک لمحے میں بھی نبی کریم ﷺ نے نہ گھبراہٹ دکھائی، نہ خوف، بلکہ پورے یقین کے ساتھ فرمایا: "اللہ" یہ جواب سنتے ہی وہ شخص کانپ گیا، اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فوراً تلوار اٹھائی اور اب اس سے پوچھا: "من يمنعک مني؟" (اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟) وہ گھبرا کر بولا:

"کوئی نہیں!" نبی ﷺ کا اخلاق آپ ﷺ نے اس کے ساتھ انتقام نہیں لیا، بلکہ اسے معاف کر دیا"(17).

ان تمام واقعات سے **واضح** ہوتا ہے اگر کسی بھی مسلمان کا حسنِ ظن باللہ مضبوط ہو، تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

**چھٹا باب: سوء ظن باللہ (برا گمان) کی حقیقت**

حُسنِ ظن باللہ کا تصور انسان کو مثبت سوچ، مضبوط ایمان اور بہتر کردار کی طرف لے جاتا ہے۔اس کے برعکس، اللہ کے بارے میں بدگمانی انسان کو ناامیدی، شکایت اور روحانی کمزوری میں مبتلا کر دیتی ہے۔

مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ کہ: وہ اپنے دل کا جائزہ لے، اگر اس میں اللہ کے بارے میں کوئی برا گمان ہو تو اسے دور کرے۔اپنے دل کو ایمان، یقین، امید اور توکل سے بھر دے، کیونکہ اکثر لوگ غیر شعوری طور پر سوء ظن میں مبتلا ہوتے ہیں، جو آزمائش کے وقت ظاہر ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں: **{ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الحَقِّ ظَنَّ الجَاهِلِيَّةِ } [آل عمران: 154]** "وہ اللہ کے بارے میں جاہلیت والا برا گمان رکھتے تھے" (آل عمران: 154)

سوء ظن یہ ہے کہ: اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا- تقدیر پر اعتراض کرنا

اللہ کی حکمت پر شک کرنا- - ابن القیمؒ نے اس "برا گمان" کی تفصیلی وضاحت اس طرح کی ہے: "وقد فسر هذا الظن الذي لا يليق بالله بأنه سبحانه لا ينصر رسوله، وأن أمره سيضمحل، وأنه يسلمه للقتل، وقد فسر بظنهم أن ما أصابهم لم يكن بقضائه وقدره، ولا حكمة له فيه، ففسر بإنكار الحكمة، وإنكار القدر، وإنكار أن يتم أمر رسوله، ويظهره على الدين كله، وهذا هو ظن السوء الذي ظنه المنافقون والمشركون به سبحانه وتعالى"(18).

یہ سمجھنا کہ اللہ اپنے رسول کی مدد نہیں کرے گا- یا اس کا دین ختم ہو جائے گا-یا اللہ اسے دشمنوں کے حوالے کر دے گا- یا یہ گمان کرنا کہ: جو کچھ ہوا وہ اللہ کے فیصلے سے نہیں تھا- اس میں کوئی حکمت نہیں تھی- یہ گمان کرنا کہ اللہ اپنے دین کو غالب نہیں کرے گا- یا شرک ہمیشہ غالب رہے گا-یا حق ہمیشہ کے لیے مٹ جائے گا- یہ سب اللہ کی شان کے خلاف گمان ہے اور یہی منافقوں اور مشرکوں کا خیال ہے۔

اسی طرح: اگر کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے، مگر دنیا میں اسے تنگی ہو، اور وہ دیکھے کہ گناہگار لوگ خوشحال ہیں، پھر وہ اللہ کے بارے میں برا گمان کرے— تو یہ بھی غلط ہے۔

یہ بھی سوء ظن ہے کہ: انسان یہ سمجھے کہ اللہ اس کی دعا قبول نہیں کرے گا، حالانکہ وہ اللہ کے در پر آیا، اس سے امید لگائی اور اس سے مدد چاہی۔

اسی طرح: اگر کوئی شخص بار بار دعا کرے اور جلدی جواب نہ ملے، اور وہ بدگمانی کر کے دعا چھوڑ دے، تو یہ بھی سوء ظن ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي"(19).

"بندہ اس وقت تک خیر میں رہتا ہے جب تک جلدی نہ کرے" صحابہؓ نے پوچھا: جلدی کیا ہے؟ فرمایا: "وہ کہے: میں نے دعا کی مگر قبول نہ ہوئی"

**خاتمہ:**

حسنِ ظن ایک عظیم نعمت ہے۔ یہ ایمان کو مضبوط کرتا ہے، دل کو سکون دیتا ہے، اور زندگی کو آسان بناتا ہے کیونکہ حسن ظن انسان کو جب دعا کرے تو قبولیت کی امید پیدا کرتا ہے۔ اور رزق مانگے تو کفایت کی امید پیدا کرتا ہے۔ استغفار کرے تو مغفرت کی امید پیدا کرتا ہے۔ توبہ کرے تو قبولیت کی امید پیدا کرتا ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا ایمان کے نہایت اہم اور بنیادی اعمالِ قلب میں سے ہے۔یہ وہ کیفیت ہے جو بندے کے دل کو اللہ کی رحمت، مغفرت اور فضل سے جوڑے رکھتی ہے، اور اسے مایوسی، ناامیدی اور بدگمانی سے بچاتی ہے۔

حُسنِ ظن باللہ دل کے ان اعمال میں سے ہے جن کا انسان کی درستگی اور سیدھے راستے پر قائم رہنے میں بہت گہرا اثر ہے۔اس لیے اسلام میں دل کی اصلاح کو بہت اہمیت دی گئی ہے، کیونکہ انسان کے اعمال کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔جب دل میں اللہ کے بارے میں اچھا گمان ہوتا ہے تو بندہ امید، صبر، شکر اور توکل جیسی اعلیٰ صفات اختیار کرتا ہے۔اس کے برعکس اگر دل میں بدگمانی ہو تو انسان ناامیدی، شکایت اور بے صبری کا شکار ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے دلوں کا جائزہ لیں، اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنے گمان کو درست کریں، اور اپنی زندگی کو امید، یقین اور توکل کے ساتھ گزاریں۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.02 (2026)

الحواشي:

(1) محمد بن إسماعيل البخاري(ت: 256هـ)، صحيح بخاري، ناشر دار طوق النجاة، طبعة: 1422هـ، (9/ 121) ، الرقم: (7405). مسلم بن الحجاج النيسابوري (ت: 261هـ)، صحيح مسلم، ناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، (4/ 2061)، الرقم: (2675).
(2) د. أحمد مختار عبد الحميد عمر (المتوفى: 1424هـ) بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، معجم اللغة العربية المعاصرة (2/ 1441). أبو الحسن عبيد الله المباركفوري (المتوفى: 1414هـ)، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند، مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (7/ 382).
(3) أبو الحسن عبيد الله المباركفوري (المتوفى: 1414هـ)، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند، مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (7/ 382).
(4) محمد بن إسماعيل البخاري(ت: 256هـ)، صحيح بخاري، ناشر دار طوق النجاة، طبعة: 1422هـ، (7/ 62)، الرقم: (5352). مسلم بن الحجاج النيسابوري (ت: 261هـ)، صحيح مسلم، ناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، (2/ 690)، الرقم: (2675).
(5) محمد بن إسماعيل البخاري(ت: 256هـ)، صحيح بخاري، ناشر دار طوق النجاة، طبعة: 1422هـ، (9/ 121) ، الرقم: (7405). مسلم بن الحجاج النيسابوري (ت: 261هـ)، صحيح مسلم، ناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، (4/ 2061)، الرقم: (2675).
(6) أبو الحسن عبيد الله المباركفوري (المتوفى: 1414هـ)، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند، مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (7/ 382).
(7)مسلم بن الحجاج النيسابوري (ت: 261هـ)، صحيح مسلم، ناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، (4/ 2205)، الرقم: (2877).
(8)مسلم بن الحجاج النيسابوري (ت: 261هـ)، صحيح مسلم، ناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، (4/ 1745) ، الرقم: (2223).
(9) أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي الناشر: دار المعرفة - بيروت، فتح الباري لابن حجر (7/ 378).
(10) أبو محمد عز الدين عبد العزيز الدمشقي، الملقب بسلطان العلماء (المتوفى: 660هـ)، الناشر: مكتبة الكليات الأزهرية – القاهرة، قواعد الأحكام في مصالح الأنام (1/ 230).
(11) الطبراني (المتوفى: 360هـ)-دار النشر: مكتبة ابن تيمية – القاهرة- المعجم الكبير (9/ 154) رقم:(8772).
(12) ابن أبي الدنيا (المتوفى: 281هـ) الناشر: دار طيبة – الرياض-حسن الظن بالله (ص: 45).
(13) ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751هـ) الناشر: دار الكتاب العربي - بيروتمدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين (1/ 469).
(14) الترمذي- رقم: (2344)، (4/ 573) حديث حسن . ابن ماجه (2/ 1394)- رقم: (4164). الألباني (المتوفى: 1420هـ)- سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض (1/ 620).
(15) البخاري - رقم: (3364)- (4/ 142)
(16) البخاري- رقم: (3615)- (4/ 202). مسلم- رقم: (2009)- (4/ 2309).
(17) البخاري- رقم: (4139)- (5/ 116). مسلم - رقم: (843) - (4/ 1786).
(18) ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751هـ)-الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - زاد المعاد في هدي خير العباد (3/ 205-210).
(19) البخاري رقم: (6340)- (8/ 74)- مسلم- رقم: (2735)- (4/ 2095).